از قلم عظمیٰ ضیاء

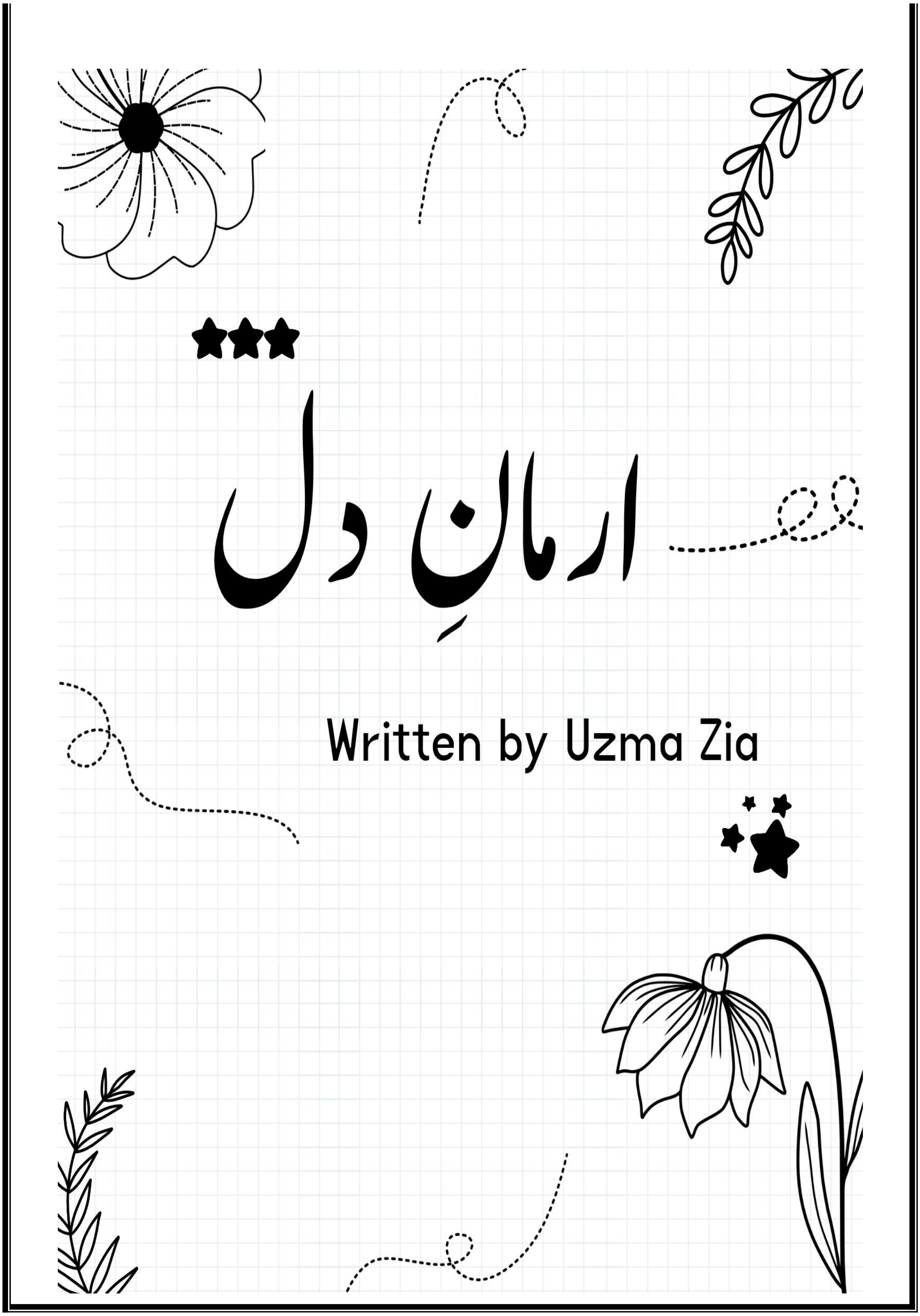

اہم بات:

ارمانِ دل جیسے کہ کتابی شکل میں شائع ہو چکا ہے۔ لیکن اب یہ کتاب آؤٹ آف اسٹاک ہے۔ سیکنڈ ایڈیشن کا فی الحال کوئی پلین نہیں۔۔ جیسے ہی سیکنڈ ایڈیشن کا پلین بنے گا ہم آپکو انفارم کر دیں گے۔۔ یہ مکمل کتاب (ای۔بک) پیڈ ہے۔
فی الحال ہم اس کی اقساط ریڈرز کے بے انتہاء اصرار پہ رائٹر کی اجازت سے اپلوڈ کر رہے ہیں۔
امید ہے آپ کو ہماری یہ کاوش ضرور پسند آئے گی۔

نوٹ:

صرف ایستھیٹکس ناولز کو ہی اس کتاب کو آن لائن شائع کی اجازت دی گئی ہے۔ کوئی بھی سوشل میڈیا ویب کو اس ناول کو اپلوڈ کرنے کی اجازت نہیں۔۔

بحکم : مصنفہ عظمیٰ ضیاء

AESTHETICNOVELS.ONLINE
-Explore, Dream and Read

اہم اعلان!

"اس تحریر کے تمام جملہ حقوق محفوظ ہیں۔ رائٹر کی اجازت کے بغیر کاپی کرنے والے کے خلاف قانونی قارہ جوئی کی جائے گی۔"

از قلم عظمیٰ ضیاء

ارمانِ دل

قسط نمبر 3

- کشمکش

دونوں اسکے آفس میں موجود تھیں۔ پریذنٹیشن سے پہلے وہ اس سے کچھ اہم نکات پہ بات کرنا چاہتا تھا۔ "ہوپ فار گُڈ پرفارمنس۔۔ بی کانفیڈنٹ۔۔" پریزینٹیشن سے پہلے وہ اسکی ہمت بندھا رہا تھا۔

"جی۔۔۔ سر۔۔ آئی وِل ٹرائے مائی بیسٹ۔۔" اس نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا۔

"ایکسکیوزمی سر۔۔ "انشراح نے اس سے بات کرنے کی اجازت چاہی۔

"جی۔۔۔ مس انشراح۔۔۔"

"میں سوچ رہی تھی کہ اگر سروسز کو بہتر طور پر پیش کیا جائے تو ہوٹل کی پبلسٹی کے ساتھ کمپنی کی انویسٹمنٹ میں بھی اضافہ ہو سکتا ہے۔" وہ اپنا نظریہ پیش کرتے ہوئے دونوں سے بولی۔ "میرا مطلب ہے کہ ہمیں اپنے اسٹاف کی ٹریننگ پہ فوکس کرنا ہوگا۔"

"جی۔۔ یہ تو ٹھیک کہہ رہی ہیں آپ۔۔ بس کسٹمرز کو کنونس کرنا ہی ہمارا ٹارگٹ ہے۔۔۔ اور مجھے امید ہے کہ آج کی پریذنٹیشن سے مس مسکان ایک اچھا ماحول فراہم کریں گی۔" اس سے بات کرتے ہوئے اس نے مسکان کو قدرے پر امیدی سے دیکھا۔

"جی سر۔۔ میرے پاس بہت بہترین آئیڈیا ہے۔۔ ہوٹل نہ صرف رہنے کے لئے بلکہ ہر تقریب کے لئے بھی موزوں رہے گا۔

اور ساتھ ہی ساتھ ہم اس میں بوتیک کا ایک چھوٹا سا سسٹم بھی مینیج کر سکتے ہیں۔۔ بآسانی۔۔"

"اوہ۔۔ رئیلی۔۔ دیٹس ویری گڈ۔ چلیں۔۔۔ آدھے گھنٹے بعد ملاقات ہوتی ہے کانفرنس روم میں۔ آپ فریش ہو جائیے۔۔۔ گھبرائیے گا مت۔۔۔" اس نے اسے نیک تمنائیں دینے کی

بھرپور کوشش کی۔

"جی۔۔۔" دونوں مسکراتے ہوئے اسکے آفس سے باہر آئیں۔

کانفرنس ہال میں موجود دونوں قطاروں پہ حاضرین بیٹھے پریذنٹیشن کے انتظار میں تھے۔ جوں ہی انوسٹر تشریف لائے تو پریذنٹیشن کا باقاعدہ آغاز کیا گیا۔

وہ ساری پریذنٹیشن پر اعتمادی سے دے رہی تھی اور ساتھ ساتھ سب کو ہنساتی بھی جا رہی تھی جبکہ ارمان اس کے پروجیکٹ اور کانفیڈنس کو دیکھ کر اسے دل ہی دل میں سراہ رہا تھا۔ اسکا دودھ جیسا شفاف چہرہ، چھوٹی گہری کالی آنکھیں اور دارز پلکیں اسکے چہرے کو پرکشش بنا رہی تھیں۔ حاضرین میں سبھی کی نگاہیں اس پہ ٹکی تھیں۔

"ہمارے ہاں کے لوگوں کی توجہ مبذول کروانے کے لیئے شاید اِسکی شخصیت ضروری تھی۔ جب پیشکش کرنے والا پرکشش ہو تو اس کے منہ سے نکلا ہر لفظ بھی سننے والے کے ذہن میں سما جاتا ہے۔" انشراح اسے دیکھتے ہوئے رشکیہ انداز میں مسکرائی۔

" تھینکس ٹو آل آف یو۔۔۔ تھینکس فار یور پریشیس ٹائم۔۔ تھینکس فار بئیرنگ می۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا تو کانفرس ہال میں موجود سبھی لوگ مسکرا دیئے۔ حسن صاحب بھی اس کی کارکردگی سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ انشراح نے اشارۃً، انگلی اور انگوٹھے کی مدد سے، اسے سراہا۔

****

"ویل ڈن۔۔" پریذنٹیشن کے بعد ارمان نے بھی اسے سراہا۔ وہ اسکے آفس میں اسکے سامنے بیٹھی ہوئی تھی۔

"تھینک یو سر۔۔" وہ شکریہ ادا کرتے ہوئے مسکرائی۔

"یہ لیجیئے۔۔" اس نے اسے خاکی رنگ کا لفافہ پکڑایا۔

"جی؟ یہ۔۔یہ کیا ہے سر؟" وہ لفافہ اس سے پکڑتے ہوئے ہچکچائی۔

اس نے اپنے سر پہ اوڑھا دوپٹہ درست کیا جو اسکے سر سے بار بار سرک رہا تھا۔ایک لمحے کے لیئے وہ اسکے گالوں پہ پڑنے والے بالوں کو دیکھ کر کھو سا گیا۔ جنہیں وہ اپنے ہاتھوں سے پیچھے کرتے ہوئے، بار بار اپنا دوپٹہ درست کر رہی تھی۔

"لے لیجیئے۔۔۔ آپکی محنت ہے اس میں۔۔" اس نے اپنی آنکھیں جھپکائیں اور اسے لفافہ لینے کو کہا۔اس نے لفافہ پکڑا اور تشکرانہ انداز میں مسکرا دی۔

"کانگریچولیشنز فار پروموشن۔اور کل سے ہم آپ کو الگ آفس دیں گے۔۔مطلب انشراح اور آپ دونوں الگ الگ کام کریں گے۔" وہ مزید بولا۔

انشراح سے الگ ہونے پہ اسکا چہرہ ایک لمحے کے لیئے اتر گیا، جسے اس نے واضح طور پہ محسوس کیا۔

"دیکھیئے۔۔مس مسکان۔۔پروفیشنل لائف میں ایسا ہی ہوتا ہے۔۔آپکے آگے بڑھنے کا مقصد ہرگز یہ نہیں ہوتا کہ آپ سے دوستیاں اور رشتے چھوٹ جائیں۔۔" اس نے ذومعنی انداز میں کہا تو وہ خاموش ہو کر رہ گئی۔

"جی۔۔۔" اس سے پہلے وہ اسکے سامنے موجود کرسی سے اٹھ کھڑی ہوتی کہ دروازے پہ دستک ہوئی۔

"یس کم ان۔۔۔" ارمان نے اسے اندر آنے کی اجازت دی۔

"اوہ۔۔۔میں نے ڈسٹرب تو نہیں کیا آپ دونوں کو۔۔۔" وہ مسکراتے ہوئے شرارتی نظروں سے ایک جھلک مسکان پر ڈالنے کے بعد ارمان سے بولا جس پر اس نے اسے لاپرواہی سے دیکھا۔

"اچھا۔۔سر۔۔۔شکریہ۔۔۔" وہ شکریہ ادا کرتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی باہر جانے ہی لگی تھی کہ

شکیل نے پیچھے سے آواز دی۔

"مس مسکان۔۔ویل ڈن۔۔بہت اعلی۔۔آپ دیکھنے سے تو بالکل بھی اتنی ذہین نہیں لگتیں۔" وہ غیر رسمی طور پہ بولا۔جو ارمان کو پسند نہ آیا۔

"جی۔۔۔" وہ مڑی اور اس کو یوں مسکراتا ہوا دیکھ کر خاموشی سے دھیمی سی مسکراہٹ دینے کے بعد وہاں سے چلی گئی۔

"یہ کیا حرکت ہے شکیل؟؟" وہ اسکی طرف متوجہ ہوتے ہوئے اس سے پوچھنے لگا۔

"کیا حرکت۔۔" وہ ہنستے ہوئے اسی سے ہی اس کا سوال پوچھنے لگا۔

"یار۔۔یہ لڑکی ایسی ویسی نہیں۔۔تمھاری ٹینا میناناز یہ شازیہ جیسی نہیں۔۔" وہ طنزیہ بولا۔" اور پلیز۔۔اس سے زیادہ ان فارمل ہونے کی ضرورت نہیں۔" اس نے اسے باز رہنے کے لئے صاف الفاظ میں بولا۔

"اوہو۔۔۔جیلیسی۔۔۔" اس نے شکی نگاہوں سے اس کا بغور جائزہ لیا۔" کہیں۔۔۔" وہ اپنا خدشہ بیان کرتے ہوئے رکا۔

"بہت سستا جوک ہے۔"وہ زچ ہو کر بولا۔" کچھ نہیں ہے ایسا ویسا۔۔"

شکیل بولنے ہی والا تھا کہ وہ اسکی بات کاٹتے ہوئے بولا۔" بکواس بند کرو۔بیٹھو۔۔" اسے بیٹھنے کیلیئے ہاتھ سے اشارہ کیا۔

"اوہ۔۔۔" وہ کرسی پر بیٹھتے ہی پھر سے اس کی طرف بغور دیکھنے لگا۔

"مجھے دیکھنے سے کام نہیں ہونے والا۔۔۔یہ فائلز لے جاؤ اور انہیں فائنل کر کے لے آؤ۔" اسے کام دیتے ہوئے وہ بڑے رعب سے مسکرایا۔

"دوست ہوں تو ایسے۔۔ایک منٹ بھی فارغ نہ بیٹھنے دینا۔۔۔" وہ منہ بسورتے ہوئے فائلز کو اٹھا کر

بولا۔

"فارغ بیٹھو گے تو فارغ باتیں ہی سوچو گے۔۔ "وہ اسکے انداز پہ ہنسا تو وہ وہاں سے چل دیا۔

****

"مے آئی کم ان سر؟" وہ جواد سے اجازت لیتے ہوئے اس کے روم میں داخل ہوئی۔

"جی۔۔۔ آیئے۔۔۔" اسکی آمد پہ وہ قدرے تصرف سے مسکرایا۔" مبارک ہو آپ کو۔۔۔ کل کی پرفارمس تو بہت دھواں دار تھی۔اعلیٰ۔۔" وہ داد دیتے ہوئے بولا۔

"جی۔۔شکریہ سر۔۔سر یہ۔۔ "اس نے چند ہزار کے نوٹ اسکی میز پہ رکھے۔

"یہ کیا؟؟" وہ چونکا۔

"یہ پیسے۔۔۔جو میں نے آپ سے ادھار لیے تھے۔۔ آپکا بہت بہت شکریہ۔۔"

"ارے اس کی کوئی ضرورت نہیں مس مسکان۔۔اور ویسے بھی اب تو آپ پرمانٹ ایمپلائی بن گئی ہیں یہاں کی۔۔۔"

"نہیں سر۔۔" وہ زبردستی روپے اسکے ٹیبل پر رکھ آئی تھی۔

"مس مسکان۔۔" اسے واپس جاتا دیکھ کر اس نے اسے پیچھے سے آواز لگائی۔

"جی۔۔" وہ مڑی۔

"لگتا ہے آپ نے مجھے معاف نہیں کیا۔۔" وہ اپنے رویے کو ذہن میں لاتے ہوئے اس سے بولا۔

"اس دن ڈسٹرب تھا کسی وجہ سے تو۔۔بس۔۔" وہ شرمندہ ہوا۔

"اٹس۔او۔کے۔۔" وہ نیم انداز میں مسکرائی۔اسکا مشکوک انداز اسے خوفزدہ کر رہا تھا۔لیکن وہ اسکے سامنے پر اعتمادی سے کھڑی رہی۔

"اممم۔گڈ۔۔۔تو پھر۔۔۔فرینڈز؟؟" اسے دوستی کی پیشکش کرتے ہوئے وہ گہرے انداز میں مسکرایا جبکہ وہ صرف ہلکا سا مسکرا ہی دی۔نہ ہاں میں جواب دیا اور نہ ہی نہ میں۔

"آپ کو کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو بلا جھجک مجھ سے کہیے گا۔"

"جی۔۔" وہ سنجیدگی سے اثبات میں گردن ہلا کر بولی۔

وہ خوش تھی کہ اس کے پاس اب اتنی رقم آگئی ہے کہ وہ ثریا کا منہ بند کر سکتی ہے۔اس نے سوچا کہ وہ کچھ رقم ثریا کے ہاتھ میں دے گی اور کچھ رقم بچا کر رکھ لے گی۔مگر ایسا بس وہ سوچ ہی سکتی تھی۔

وہ آفس نمبر تھرٹی میں آئی جہاں انشراح بے انتہاء شدت سے اسکا انتظار کر رہی تھی۔"مبارک ہو تمہیں مسکان۔اب بھول نہ جانا۔" اندر داخل ہوتے ہی اسے اسکی طرف سے نہایت افسردگی کا سامنا تھا۔

"بھولوں گی کیوں بھلا۔اور ویسے بھی تمہارے ساتھ ہی ہوں انشراح۔کوئی بھی بات ہو تو بلا جھجک بلا لینا۔۔۔"

"ہاں۔۔۔" اسکا منہ ابھی بھی لٹکا ہوا تھا۔

"اچھا اب منہ تو نہ لٹکاؤ۔ٹھیک ہے تم کہتی ہو تو میں ارمان سر سے بول آتی ہوں کہ مجھے۔۔۔۔"

"نہیں۔۔۔نہیں۔۔۔ایسا کب کہا میں نے۔۔" وہ اپنے کندھوں پہ بکھرے بالوں کو پیچھے کرتے ہوئے جھٹ سے بولی تھی۔

"ویسے بھی لنچ تو ساتھ ہی کرینگے نا روزانہ؟؟" اسکے سوال پہ وہ دوبارہ سے کھِل اٹھی۔

"ہاں۔۔"

"تو بس پھر۔۔یہ افسردگی مٹاؤ۔۔چلو اٹھو کافی پینے چلتے ہیں۔۔"

اس نے گھڑی پہ نگاہ ڈالی جس پہ چار بجے کا وقت ہو رہا تھا۔ "ابھی تو ایک گھنٹہ باقی ہے۔۔ہوم ٹائم میں۔۔"

"تو کیا ہوا؟؟ کام تو سارا ہو چکا نا؟ کافی پیتے ہیں۔۔وہاں کینٹین میں ہی بیٹھ کر باتیں کریں گے۔۔اور پانچ بجے۔۔میں اپنے راستے۔۔اور تم تمہارے راستے۔۔" اس نے اسے ہنسانے کی غرض سے ذرا فلمی انداز اختیار کیا تو اسکے چہرے پہ مسکراہٹ پھیل سی گئی۔

****

"ارے آ گئی تم۔۔۔" وہ ہار میں موتی پروتے ہوئے رکے۔

"جی۔۔یہ لیجیے مٹھائی کھائیے۔۔" مٹھائی کا ڈبہ سامنے کرتے ہوئے وہ مسکرا دی۔ایک عرصے بعد اسکا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا۔

"مٹھائی؟؟ خیر تو ہے نا؟ کس خوشی میں؟؟" وہ ہار کے دھاگوں کو گرہ لگاتے ہوئے ایک سائیڈ پر رکھتے ہوئے اسکی جانب متوجہ ہوئے۔

"جی پروموشن ہو گئی میری۔۔" اس نے مٹھائی ان کے منہ میں ڈالی۔

اسکے کان میں جوں ہی پروموشن کی آواز پڑی تو وہ کچن سے باہر آئی۔ "پروموشن ہوئی؟؟"

"جی امی۔۔پینتیس ہزار روپے بھی ایڈوانس میں دیے ہیں۔۔" وہ لفافہ بیگ سے نکالتے ہوئے بولی۔

"واہ آپی۔۔۔بہت بہت مبارک ہو۔۔" گڑیا نے بھی اسکی خوشی میں اس کا ساتھ دیا۔

"آپ بھی لیں نا!" وہ صبا اور ثریا، دادی دادا سب کا منہ میٹھا کروانے لگی۔

"یہ تو اللہ کا کرم ہے مسکان بیٹی۔اور تمہاری محنت کا ہی نتیجہ ہے۔۔" دادی اسے سراہتے ہوئے اس کا گال تھپتھپانے لگیں جبکہ دادا جان نے شفقت بھرا ہاتھ،اسکے سر پہ پھیرا۔

"ہاں اماں۔۔۔" وہ مٹھائی کھاتے ہوئے ساتھ ساتھ باتیں کرنے لگیں۔

"اللہ وسیلے بنانے والا ہے۔یہ پیسے اب صباء کی شادی کے لیے کام آئیں گے۔۔۔" لالچ اسکے لہجے سے جھلک رہی تھی۔

"لاؤ۔۔" اس نے پیسوں کا پیکٹ اسکے ہاتھ سے تقریباً چھینا ہی تھا۔

"جی۔۔" اسکے چہرے پر پھیلی مسکراہٹ اچانک غائب ہو گئی۔اور باقی سب گھر والے ثریا کے ایسے رویے پر ہنستے ہنستے اچانک حیران ہو کر رہ گئے۔

"ثریا۔۔"عابد صاحب ہکابکارہ گئے۔" یہ پیسے اس کی محنت کے ہیں۔۔"

"اجی۔۔ آپکو کیا ہے؟" وہ انکی بات کاٹتے ہوئے بولی۔"جب اسے دیتے ہوئے دِقت نہیں ہو رہی تو؟؟" وہ اسکی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے دیکھنے لگی۔" تو آپکو کیا مسئلہ ہے؟" اس نے پیکٹ کھولا اور پیسے گننے لگی۔

"ارے یہ تو پچیس ہزار ہیں۔۔تم تو پینتیس کہہ رہی تھی۔۔" اس نے استفہامیہ انداز میں پوچھا۔

"جی۔۔وہ۔۔۔" وہ بات کرتے ہوئے بمشکل ہی مسکرا پائی تھی۔

"وہ دس ہزار لون لیا تھا وہ واپس کیا۔تو۔" وہ بات کرتے کرتے رک سی گئی۔

"اوہ!اچھا۔۔۔" وہ ذہن پر زور ڈالتے ہوئے بولی۔

"ٹھیک ہے۔۔" اسکی طرف دیکھ کر ثریا مسکرانے لگی جبکہ سب گھر والے اسکی اس حرکت اور رویے کو دیکھ کر حیران اور پریشان ہو کر رہ گئے۔

"اب تم بھی پارلر ہو آنا۔۔اچھا۔۔گڑیا لے جانا اسے۔۔بس اپنے جیسے بال نہ کٹوانا اسکے۔۔ "

گڑیا اسکی بات سن کر خوش تو ہوئی مگر جوں ہی اس نے اسکے بالوں پہ تنقید کی تو اسکا منہ لٹک گیا۔

****

ثناء اپنے بیڈ روم میں جواد کے لیے چائے لے کر آئی اور اسے پیش کی۔"چائے۔۔۔" لیکن وہ اپنے کام میں ہی مصروف رہا۔

"ٹیبل پر رکھ دو۔۔" وہ لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا۔

"جی۔۔"اس نے چائے کا ٹرے میز پہ رکھتے ہوئے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر بیڈ کی دوسری سائیڈ پہ آئی۔ رسما کے پاس پڑے کھلونوں کو ایک طرف رکھا اور اسے دائیں جانب کروٹ بدلوا کر تھپکی دے کر سلانے لگی۔

"جواد۔۔"

"ہاں۔۔" اسکی انگلیاں لیپ ٹاپ کے کی۔بورڈ۔پہ چل رہی تھیں اور آنکھیں اسکی اسکرین پہ ٹکی ہوئی تھیں۔

"مجھے کچھ بات کرنا تھی آپ سے۔۔" وہ رسما کے پاس سے اٹھی اور آئینے کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔

" ہاں بولو۔۔ "

"جواد۔۔۔ہم کب تک یہاں رہیں گے ؟؟" سوال سنجیدگی سے کیا گیا تھا۔

"کیا مطلب تمہارا؟؟؟" وہ کام کرتے ہوئے چونکا۔اس نے لیپ ٹاپ سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا۔

"مطلب یہ کہ جواد۔۔اچھا نہیں لگتا کہ ہم یہاں بوجھ بنے رہیں۔۔" وہ ڈریسنگ کے سامنے کھڑی ہو کر کنگھی کرنے میں مصروف ہوئی۔

"ثناء۔۔۔کسی نے کچھ کہا تم سے ؟؟" لیپ ٹاپ ایک سائیڈ پر رکھتے ہوئے وہ چائے کا کپ پاس پڑے ٹیبل سے اٹھاتے ہوئے بولا۔

"نہیں۔کہا تو نہیں۔۔۔لیکن ہمیں ابھی سے اپنے گھر کے بارے میں سوچنا چاہیے۔۔رسما اور اس آنے والے بچے کے بارے میں سوچنا چاہیئے۔۔" وہ اپنے پیٹ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔

"اوہو۔۔۔ثناء۔۔تمہیں کس بات کی اِن سیکورٹی ہے آخر۔۔۔" وہ زچ ہو کر بولا۔ " تم اور تمہارے یہ لیکچر۔۔۔۔"

" مگر جواد۔۔۔۔ "اس نے اپنے بکھرے بالوں کو ہیر بینڈ میں مقید کیا اور اسکی جانب آئی۔

"اگر مگر کچھ نہیں۔۔۔" وہ اسکی بات کاٹتے ہوئے بولا۔" جب یہاں کسی کو کوئی مسئلہ نہیں تو کیوں فضول میں بحث کر رہی ہو۔ویسے بھی گھر داماد کی شرط پہ ہی انکل اس شادی کے لیئے مانے تھے۔۔یہ بات تم کیوں بھول جاتی ہو؟؟ "اس نے بد دل ہو کر چائے کی چسکی بھری اور کپ دوبارہ واپس میز پہ رکھ دیا۔

"جانتی ہوں۔۔لیکن اسکا یہ مطلب تو نہیں کہ ہم۔۔ "

اس سے پہلے وہ مزید بولتی اس نے تنگ آکر اسکی بات کاٹی۔"افففو۔۔ثناء۔۔کیا ہو گیا ہے تمہیں۔۔ "

اب کے وہ خاموش ہو گئی تھی لیکن اسے اپنے میکے میں یوں رہنا پسند نہیں تھا، مگر جب جب جواد سے بات کرتی اسے اسکا ایسا ہی رویہ دیکھنے کو ملتا تھا۔

****

وہ رات کی تاریکی میں چھت پر کھڑی گہری سوچ میں محو تھی۔اپنے دل کی باتیں وہ اکثر خود سے ہی کیا کرتی تھی۔ٹھنڈی ہوا سے اسکے دوپٹے کا پلّو لہرا رہا تھا اور اسکی کمر پہ بکھرے کالے سیاہ اور گھنے بال

اڑ رہے تھے۔اس نے اپنے کندھوں پہ بکھرے بالوں کو کانوں کی لو کے پیچھے کیا اور آسمان پہ موجود چاند کو دیکھنے لگی جو اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ خوب چمک رہا تھا۔

"بعض اوقات ہم کتنا غلط سوچ لیتے ہیں ان لوگوں کے بارے میں جو ہمارے خیر خواہ ہوتے ہیں۔۔ شاید میں نے بھی جواد سر کے بارے میں غلط رائے قائم کر لی تھی۔۔۔ آج کے زمانے میں لوگ اپنے سے پرائے بننے میں دیر نہیں لگاتے۔۔۔احساس!!ایسا لگتا ہے احساس مر چکا ہے۔۔۔پینتیس ہزار میں سے صرف پانچ سو روپے میرے حصے میں آئے۔۔۔کچھ سمجھ نہیں آتا کہ کیا کروں۔ "ا سی اثناء میں اسکے فون پر بیل ہوئی۔

اس نے فوراً سبز بٹن کو سوائپ کرتے ہوئے فون کان کے ساتھ لگایا۔" اسلام علیکم۔سرمد بھائی۔۔"

"وعلیکم السلام۔۔کہاں بزی ہو آجکل؟؟"

مصروف تو وہ خود تھا۔لیکن خود پہ بات آنے سے پہلے وہ اکثر ایسے ہی کیا کرتا تھا۔

"وہاٹ؟بزی؟" اسکی آنکھیں باہر کو آگئیں۔"مصروف تو آپ تھے نا۔۔خیر! آ گئی یاد آپکو میری ۔۔۔" اس نے شکوہ کناں لہجے میں سوال کیا۔

"ہاں تو؟؟تم نے تو جیسے یاد کرنے میں ریکاڈ قائم کر دیا۔۔۔" وہ استہزائیہ انداز میں مسکرایا۔

"اچھا۔۔۔اب تنگ نہ کریں مجھے۔۔"

"لو تنگ کر رہا ہوں میں ؟؟؟کمال کرتی ہو۔۔۔تم گلے کرو۔۔۔اور میں اتنا بھی نہ کروں۔۔" وہ مزید تنگ کرتے ہوئے بولا۔

"اچھا۔۔بس۔۔" اس نے ذرا زور دے کر کہا تو وہ ہنس دیا۔

"ا ممممم۔۔۔اور سناؤ۔۔۔کیسی جا رہی ہے جاب۔۔زویا بتا رہی تھی کہ پروموشن ہوئی ہے تمہاری

۔۔تم نے بتایا ہی نہیں۔۔مبارک ہو بہت بہت۔۔۔" وہ پرجوش ہوتے ہوئے بولا۔

"آپ تنگ کرنے سے باز آئیں گے تو کچھ بتاؤں گی نا؟؟؟؟" وہ گلہ کرتے ہوئے بولی۔

"اچھا۔۔تو اب بتادو۔۔۔" وہ قہقہہ لگاتے ہوئے بولا۔

"ہاں۔۔۔" وہ مسکرائی اور اسے ساری باتیں بتانے لگی۔

****

"آخر کیسے پورے کروں میں خرچے؟؟پچیس ہزار سے اب شادی تو ہونے سے رہی۔" ثریا واویلا مچانے لگی۔اسکی آواز پورے گھر میں گونج رہی تھی مگر اسے اس سب کی کہاں پرواہ تھی؟

"دیکھو ثریا اس وقت کیوں شور مچا رہی ہو تم؟؟" عابد صاحب اس کو خاموش کروانے کی کوشش میں تھے مگر بے سود۔

"کیوں نہ مچاؤں شور؟؟آپکے دو سو روپے سے اب گھر تو چلنے سے رہا۔تو شادی کیسے ہوگی۔" وہ غصہ سے بولی۔" ایک ہفتہ رہ گیا ہے۔۔کچھ سمجھ نہیں آرہی۔۔۔" وہ اپنا سر پکڑ کر خوب واویلا مچا رہی تھی۔

"اچھا سرمد بھائی۔میں بعد میں بات کرتی ہوں۔۔۔"اسکے بولنے کی آواز اسکے کان میں پڑی ہی تھی کہ وہ فوراً سے فون بند کرتے ہی نیچے آگئی۔

"اور مہنگائی۔کمبخت۔۔۔ سمجھ نہیں آتی کچھ بھی۔۔" کاٹن کے جتنے بھی سوٹ تھے وہ تو صبا نے خود ہی سیئے ہیں۔۔اور جتنے بھی کام والے سوٹ تھے درزن نے ان کا بل دس ہزار بنادیا ۔اففففف۔۔۔آپکو تو جیسے فکر ہی نہیں۔۔۔" اس نے جیسے دہائی دی۔

"ثریا!ہوش کے ناخن لو۔۔۔یہ کونسا وقت ہے کہ واویلا مچاؤ۔۔۔" دادی اسے ڈانٹتے ہوئے چپ

رہنے کا کہہ رہی تھیں۔
"اماں! آپ تو چپ ہی رہیں۔۔۔" وہ مسکان کو سیڑھیوں سے اترتا ہوا دیکھ کر دادی سے بات کرنے لگی۔
"امی کیا ہوا؟؟ سب خیر تو ہے۔۔۔" گڑیا ہاتھ میں ناول پکڑے فوراً باہر آتے ہوئے پوچھنے لگی۔
"ہونا کیا ہے؟؟ تیری ماں کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔۔" دادی منہ بسورتے ہوئے بولیں۔
"جا گڑیا۔ تو اندر جا کر ناول پڑھ۔ تیری ماں پاگل ہو گئی ہے۔۔۔" دادی مزید بولیں تو گڑیا چپ سادھ کر اندر چلی گئی۔
"اماں! آپکو تو فکر ہے ہی نہیں۔۔ بس احساس ہے تو وقت کا؟ کیا گونگی ہو جاوٴں میں رات کے وقت؟؟ اور آپ۔۔ گڑیا کے ابا۔۔۔ اب کیا کرنا ہے بتایئے مجھے؟؟ کہاں سے انتظام ہو گا ٹی وی، فریج، اے سی اور پتہ نہیں کیا کیا؟؟" "میرے پاس تو کمیٹی کے بس پچاس ہزار ہیں۔۔۔ آخر۔۔" اب کے وہ عابد صاحب سے قدرے نرم دلی سے بات کرنے لگی تھی۔
دادی نے اسے قدرے ناگواری اور لاپرواہی سے دیکھا۔
"امی۔۔" مسکان اسکی بات کاٹتے ہوئے بولی۔" پریشان نہ ہوں آپ پلیز۔۔۔" وہ اسے دلاسہ دیتے ہوئے بولی۔
"ارے کیسے پریشان نہ ہوں؟؟ میرا تو سوچ سوچ کے دل بیٹھا جا رہا ہے۔۔ کہیں اس رشتے سے بھی ہاتھ نہ دھو بیٹھوں۔۔۔" وہ مجبور ہوتے ہوئے بولی۔
"امی۔۔" وہ اسکے پاس بیٹھی۔" کتنے پیسے چاہیئے ہیں؟؟؟"
"مگر تم؟؟ کیسے؟؟" وہ حیرانگی سے بولی۔
کہنا بیٹی کو اور سنانا بہو کو۔ یہ حال تھا اسکا۔ وہ یہی تو چاہتی تھی کہ مسکان اس سے پوچھے۔

"امی! آپ بتائیے تو؟؟؟میں لون لے لوں گی۔۔ آپ بس فکر نہ کریں۔۔۔" وہ احساس مندی سے بولی۔

"ایک لاکھ روپے۔۔۔"

رقم زیادہ تو تھی لیکن کچھ سوچتے ہوئے اس نے ہامی بھر لی۔" ٹھیک ہے۔۔۔ کل تک مل جائیں گے۔ اب پریشان نہ ہوں۔۔۔" اس نے اسے بے فکری کا احساس دلایا۔

"مگر مسکان۔۔۔" عابد صاحب بات کرنے ہی والے تھے کہ وہ ان کی بات کاٹتے ہوئے بولی۔

"بس۔۔۔اب مسئلہ حل ہو گیا ہے۔۔اب یہ اگر مگر نہ کریں آپ۔۔۔" وہ مسکراتے ہوئے مسکان کی طرف دیکھنے لگی جبکہ عابد صاحب چاہ کر بھی کچھ بول نہ سکے۔

"بابا۔۔پریشان نہیں ہوں۔۔اگلے تین مہینے کی تنخواہ سے کٹوادوں گی۔۔" اس نے انہیں بھی بے فکری کا احساس دلایا۔ مگر انہیں ثریا پر رہ رہ کر غصہ آ رہا تھا۔

انہوں نے اسے قدرے غصیلی نگاہوں سے دیکھا اور اپنے کمرے میں آئے۔

"ان سے میں بات کرتی ہوں۔۔تم پریشان نہیں ہو بیٹی۔۔"

اس نے اسے اتنا کہا اور کچن سے ان کے لیئے دودھ کا گلاس بھر کر کمرے میں آئی۔اس نے گلاس میز پہ رکھا اور بیڈ پہ آ بیٹھی۔

"ارے تمھارا دماغ تو ٹھیک ہے ثریا؟؟" انہوں نے اسے خوب آڑے ہاتھوں لیا۔

"کچھ نہیں ہو گا۔۔۔جب وہ کہہ رہی ہے کہ پیسے دے گی تو حرج ہی کیا ہے بھلا؟؟" وہ ذرا نرم لہجہ اختیار کیے ہوئے تھی۔یہی تو اسے آتا تھا۔

" حرج نہیں۔۔۔مگر ناانصافی ہے یہ میری بیٹی کے ساتھ۔۔۔" وہ گہرے دکھ سے بولے۔

"میری بیٹی؟میری بھی تو بیٹی ہے مسکان۔۔کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ؟" جب کسی سے کام پڑتا،تو وہ ایسے ہی نرم پڑ جاتی تھی۔ لیکن اگر کوئی اسکے کام نہ آتا تو وہ اسکے غیظ و غضب سے بھی نہ بچ پاتا تھا۔

"اچھا بس بس۔۔پہلے بھی پچیس ہزار لے چکی ہو تم۔۔۔آخر یہ فضول خرچی کیوں؟؟ پتہ نہیں کن کن مشکلوں سے وہ کما رہی ہے۔۔کم از کم کچھ تو خیال کرو۔۔۔" وہ اسے سمجھاتے ہوئے بولے۔

"اگر جہیز نہ دوں تو ساری عمر باتیں سنتی رہے گی میری صباء۔کیا یہ چاہتے ہیں آپ؟؟" وہ دکھ سے چلائی۔

"دیکھو ثریا۔۔دو جہیز۔۔۔لیکن اتنا نہیں کہ ان لوگوں کا مزید منہ کھلے۔" اسکو یوں دیکھ کر وہ ذرا سنجیدگی سے اسے سمجھاتے ہوئے بولے۔" دیکھ لینا ایک دن یہی جہیز مشکلیں کھڑی کرے گا۔ خدارا! عقل کرو۔۔" وہ اسے سمجھاتے ہوئے دکھی ہو گئے۔

"آپ یہ کیوں نہیں کہتے کہ صباء آپکی بیٹی نہیں۔۔" وہ چلائی۔

"دیکھو ثریا! میری بات کو غلط رنگ نہ دو۔میں نے ایسا کب کہا؟؟" وہ غصے سے بولے۔

"مگر۔۔۔" وہ مزید بات کرتے ہوئے بولی۔" آپکی بے فکری یہی ظاہر کر رہی ہے۔"

"دیکھو۔۔۔" وہ غصہ کو کنٹرول کرتے ہوئے بات کرنے لگے۔

"میں نے صبا کو ہمیشہ اپنی بیٹی سمجھا ہے، مگر۔۔۔" وہ بات کرتے کرتے رک گئے۔

"مگر؟؟ مگر کیا؟؟"

"مگر سچ تو یہ ہے کہ تم میری مسکان کو ماں کا پیار نہ دے سکیں۔۔۔" وہ بات کو واضح طور پر کرنے لگے۔

"کیوں۔۔۔ایسا کیا کر دیا میں نے؟؟" وہ غصے سے بولی۔" بچپن سے لے کر اب تک۔پڑھایا اور لکھایا اور ابھی بھی میں۔۔۔" گویا مگرمچھ کے آنسو بہانے میں وہ خاصی ماہر تھی۔

"بس۔۔چپ کر جاؤ۔۔ تمہارے رونے دھونے کا کوئی اثر نہیں ہونے والا مجھ پر۔۔اور پڑھایا لکھایا ؟؟؟" وہ طنز کرتے ہوئے اسکی بات دہرانے لگے۔

"حویلی سے آنے والے کرایے سے ہی اسکی تعلیم کا خرچہ پورا ہوتا رہا۔ورنہ تم چاہتی تو نوکرانی بنا کر رکھتی اسے۔۔اور مت بھولو کہ تم نے جو کچھ بھی کیا صرف اپنی تسکین کی خاطر۔۔۔لالچ کی خاطر ۔۔۔" وہ غصے سے بولے۔

"لالچ ؟؟؟مجھے کوئی لالچ نہیں۔۔۔" وہ روتے روتے اچانک چپ کر گئی تھی۔

"یہ لالچ نہیں تو کیا ہے ؟؟؟" وہ تاسف سے بولے۔

"آپ کو جو سمجھنا ہے سمجھیئے۔۔یہ دودھ پیئیں اور سو جائیں۔" گویا اس نے بات کا رخ بدلا۔

****

ثریا کی عابد صاحب سے دوسری شادی ہوئی تھی۔ثریا کا تعلق سندھ سے تھا۔صباء اسکی پہلے شوہر میں سے اولاد تھی اور مسکان عابد صاحب کی پہلی بیوی میں سے۔ثریا کے بیوہ ہونے کے بعد اس کے گھر والوں کو ایسا شخص چاہیے تھا جو نہ صرف ثریا کو بلکہ اسکی بیٹی کو بھی سہارا دے اور اپنائے۔دوسری طرف عابد صاحب کا تعلق پنجاب سے تھا۔ان کی اہلیہ کی وفات کے بعد ان کو مسکان کے لیے ایسے ساتھ کی ضرورت تھی جو ماں بن کر اسکو اپنائے۔بس پھر ان دونوں کی شادی تو ہو گئی مگر ثریا نے مسکان کے ساتھ ہمیشہ برا سلوک روا رکھا۔۔

لاہور میں پنجاب کی زندگی سے تنگ آتے ہوئے ثریا نے سندھ میں ہی رہنے کا فیصلہ کیا اور حویلی کو کرایہ داروں کے حوالے کر دیا۔۔دن بہ دن جھگڑے سے نجات کے لیے دادا دادی نے بھی عابد صاحب کو یہی مشورہ دیا کہ کراچی جانا ہی بہتر ہے،کم از کم ثریا کے مزاج میں تو بہتری آئے گی۔

بہتری آئی تو تھی مگر مسکان کے ساتھ اسکا رویہ صرف مطلب کی حد تک ہی ٹھیک تھا۔صباتب دس سال کی تھی اور مسکان یہی کوئی چھ ،سات سال کی۔ مگر اسے پنجاب سے بہت انسیت تھی۔ مگر اسے وہی کرنا پڑا جو ثریا نے چاہا۔

"کچھ ہوا بندوبست؟؟؟" ثریا اس سے پوچھتے ہوئے مسکرائی۔

"جی امی۔۔۔۔یہ لیجیئے۔۔۔" اس نے بیگ میں سے پیکٹ نکال کر اسے دیا۔

"جگ جگ جیو۔۔اللہ تمھیں خوش رکھے میری بچی۔۔۔" وہ اسے دعائیں دیتے ہوئے برقع پہننے لگی۔

"میں ذرا چیزیں لے آؤں۔۔۔" وہ مسکراتے ہوئے بازار کی طرف روانہ ہو گئی۔

"جی۔۔۔" وہ ثریا سے دعائیں وصول کرتے ہوئے بے حد مطمئن اور خود کو پر سکون محسوس کر رہی تھی۔

فون کی بیل بجتے ہی اس نے فون پہلی فرصت میں ہی ریسیو کیا۔"جی۔۔اسلام علیکم۔۔۔"

"وعلیکم اسلام۔۔" جواد برابر مسکرائے جا رہا تھا۔

"مجھے مس مسکان آپ سے کچھ کام تھا۔" وہ شاطرانہ رویہ اختیار کرتے ہوئے بولا۔

"جی سر۔۔کہیئے؟؟" وہ سنجیدگی سے بولی۔

"آپ مل سکتی ہیں مجھے؟؟؟"

"جی۔۔۔۔" وہ اسپاٹ لہجے میں بولی۔

"سب ٹھیک تو ہے نا؟؟" وہ پریشانی سے بولی۔

"جی۔۔۔مین روڈ پہ ویٹ کر رہا ہوں آپکا۔۔" وہ گاڑی کو سائیڈ پر لگاتے ہوئے اس کا انتظار کرنے لگا

۔

"گڑیا۔۔۔"اس نے فون رکھتے ہی اسے آواز لگائی۔

"جی۔۔۔ آئی۔۔۔" وہ دوڑ کر آئی۔

"میں ذرا مارکیٹ تک جا رہی ہوں۔ دروازہ لاک کر لو۔"

"جی۔۔ آپی ذرا نوڈلز لے آیئے گا۔۔۔" وہ فرمائش کرتے ہوئے ذرا چنچل انداز سے بولی۔

"اچھا۔۔۔ لے آؤں گی۔۔" اس نے چادر ٹھیک طرح سے اوڑھی اور وہاں سے چلی گئی۔

وہ مین روڈ پہ کھڑی اسکا انتظار کر رہی تھی۔ اس نے اسے اپنی گاڑی سے دور کھڑا دیکھا تو اپنی گاڑی اسکے قریب لا کر روکی۔ "آؤ بیٹھو۔۔۔" اس نے گاڑی کا شیشہ نیچے کیا اور اس میں سے جھانک کر اس سے بولا۔

جواباً اس نے ادھر اُدھر دیکھا اور گاڑی میں بیٹھ گئی۔

"کیسی ہیں آپ؟؟" وہ مسکراتے ہوئے پوچھنے لگا۔

"جی اللہ کا شکر ہے۔۔ سر۔۔۔ خیر تو ہے نا؟؟ اس وقت آپ نے۔۔"

"ہاں۔۔۔" وہ اسکی بات کاٹتے ہوئے بولا۔ "سب خیر ہی ہے۔ جانتی ہے نہ کہ میں نے آپ سے کہا تھا آپکو میرا ایک کام کرنا ہو گا۔" اسکا رویہ شاطرانہ تھا۔

"جی۔۔ کہیے سر۔۔۔" وہ کچھ گھبرا سی گئی مگر پھر بھی پر اعتماد رہی۔

"گھبرا کیوں رہی ہیں؟؟" سفاک بھری مسکراہٹ اسکے چہرے پہ پھیلی تھی۔

"ن۔ نن۔ نہیں تو۔۔" اس نے گاڑی سے باہر ادھر ادھر نظر دوڑائی اور بمشکل ہی مسکرا پائی۔ "وہ ان فیکٹ۔۔ اس وقت یہاں آنا مجھے کچھ عجیب لگ رہا ہے۔۔۔"

"اوہ!! " اس پر گہری نظر ڈالتے ہوئے وہ بولا۔ "آپکا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔۔"

"جی سر۔۔" وہ گردن ہلاتے ہوئے بولی۔

"کام تو مشکل نہیں ہو گا۔۔ اگر آپ کرنا چاہیں تو ہم دونوں کا فائدہ ہو سکتا ہے۔"

اس نے پریشان کن نظروں سے اسے دیکھا۔ اسکی بات کیا معنی دے رہی ہے وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

وہ مزید بولا۔ "میں نے بڑا نوٹ کیا ہے کہ ارمان کے دل میں آپکے لیے کافی جگہ بن گئی ہے۔ بلکہ اگر میں یہ کہوں کہ آپ نے اپنے کام سے جگہ بنالی ہے تو یہ کہنا بے جانہ ہو گا۔" وہ کار ڈرائیو کرتے ہوئے بولا۔

"میں سمجھی نہیں سر؟؟ آپکے کام کا اس بات سے کیا تعلق؟؟" وہ کشمکش میں مبتلا ہوتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"بہت گہرا تعلق ہے مس مسکان۔ بہت گہرا تعلق۔۔" آخر وہ اہم مدعے پہ آیا۔

"آپ کو ارمان سے محبت کرنا ہو گی۔ اسے اپنی محبت کے جال میں پھنسانا ہو گا۔۔ اسے اتنا لاچار کرنا ہو گا کہ وہ سب کچھ بھول جائے۔ یہ کاروبار۔۔۔ یہ روپیہ پیسہ سب۔۔۔" وہ انتقام کی آگ میں جلتے ہوئے بولے جا رہا تھا جبکہ مسکان اسکی بات سننے کے بعد حیران اور پریشان رہ گئی تھی۔۔ بالکل ایسے جیسے کسی نے اسے زور سے تھپڑ دے مارا ہو۔

"اور میں جانتا ہوں اسے میری نفرت سے زیادہ تمہاری محبت برباد کر سکتی ہے۔۔" وہ اسکے تاثرات پہ غور کیے بغیر ہی ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولتا چلا گیا۔ "بس۔۔۔ اتنا۔۔ اور اس میں ہم دونوں کا فائدہ ہو گا۔۔" وہ گاڑی کو کنارے پہ لگاتا ہوا بولا۔

"سر۔۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟؟ میری کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا۔" وہ بے چین ہوتے ہوئے بولی۔

"بھلا۔۔ یہ سب کچھ آپ مجھ سے ہی کیوں چاہتے ہیں۔۔ سوری میں نہیں کر سکتی۔۔ آپ ایسا سوچ سکتے ہیں میں نے سوچا نہیں تھا۔۔" وہ غصے سے آگ بگولا ہوتے ہوئے بولی اور گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے باہر جانے لگی۔

"ڈرامہ ہی تو کرنا ہے اور۔۔ سنو محترمہ۔۔ قیمت دے چکا ہوں میں تمہیں۔۔ اور اصولاً جو میں کہہ رہا ہوں تم اس کی پابند ہو۔" وہ سیخ پا ہو کر اسے آپ سے تم کہنے لگا اور اتنا سنتے ہی مسکان کی آنکھیں پھیل گئیں۔ اسکا یہ لہجہ اور ایسا روپ دیکھ کر وہ ہکا بکا رہ گئی۔

"آپ زیادتی کر رہے ہیں جواد سر۔ میں نے جو قرض لیا آپکو تین چار ماہ تک دے دوں گی۔ اور سوری۔۔ مجھ سے ایسے کام کی امید لگانا ایسے ہی بے کار ہے جیسے پتھر سے سر مارنا۔۔۔" وہ غصے سے کہتے ہوئے اسکی گاڑی سے باہر نکل گئی تھی۔

"جانتا ہوں۔۔ تم جیسی لڑکی ہی میرے کام آسکتی ہے۔۔ تمہیں پہلی نظر میں ہی دیکھ کر میں سمجھ گیا تھا کہ یہ معصومانہ چہرہ کس قدر قاتل ہو سکتا ہے؟" وہ حد درجہ سفاکی سے مسکرایا۔

"بات تو میری ماننی ہی ہوگی اسے۔۔ اگر نہ مانی تو چھوڑوں گا نہیں اسے۔۔۔" وہ گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے دل ہی دل میں اپنے آپ سے کہنے لگا۔

"سمجھتی کیا ہے یہ؟؟ اکڑ دکھاتی ہے۔ وہ بھی جواد کو۔۔۔ جس کا کھاتی ہے اسی پہ رعب۔۔۔ واہ! مگر بھول ہے تمھاری۔ تم وہی کرو گی جو میں کہوں گا۔۔ ورنہ۔۔" وہ قہقہہ لگاتے ہوئے فاتحانہ انداز میں مسکرایا کیونکہ اسکے ذہن میں ایک سے بڑھ کر ایک شیطانی سوچ جنم لے رہی تھی۔

****

"کتنی اعلیٰ چیزیں لائی ہیں نا!" گڑیا چیزوں کو دیکھتے ہوئے صباء سے بولی۔

"ہاں! واقعی۔۔۔" صباء مسکرائی۔

"لیکن امی نے مسکان پہ خوامخواہ ہی بوجھ ڈالا ہے۔۔ مجھے ذرا بھی اچھا نہیں لگ رہا۔۔" وہ فکر مندی سے بولی۔

"اوہو۔۔۔کیا ہو گیا ہے؟فضول باتیں سوچنا بند کرو۔۔احسان نہیں کیا اس نے کوئی۔۔۔" وہ منہ بسورتے ہوئے بولی۔

"مگر امی۔۔۔" اس نے تکرار کرنا چاہی۔

"ارے۔۔۔بس بس۔۔" وہ اسکی بات کو کاٹتے ہوئے بولی۔" سمیٹو اپنی چیزیں۔۔۔" وہ کپڑوں اور برتنوں کے ڈبوں کو دیکھ کر بولی۔" یہ مسکان کدھر ہے؟؟" آخر انہیں وہ یاد آ ہی گئی تھی۔اب تو اسکا پوچھنا،ویسے بھی بنتا تھا۔

"وہ۔۔۔امی۔۔۔مارکیٹ تک گئی ہیں۔۔" وہ بوکھلاتے ہوئے بولی۔

"مارکیٹ؟؟؟مگر کس لئے؟؟"

"وہ میری کچھ چیزیں لینے گئی ہیں۔۔" وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

"تو مجھے کہہ دیتی نا تم؟؟" وہ بال کی کھال اتارنے لگی۔

"امی۔۔۔آپ یہ لیتیں یا وہ چیزیں؟میں نے سوچا آپ کو کیا پریشان کرنا۔۔" وہ ایک نظر دادی کی دیکھتے ہوئے بولی جو واش بیسن پر مغرب کی نماز کے لیئے وضو کرنے میں مصروف تھیں۔

"افففففف۔۔بہانوں میں کوئی تم سے جیتا ہے؟؟" ثریا نے ناگواری سے کہا جبکہ وہ اس کی بات سن کر خاموش ہو گئی۔"اور یہ پارلر کب لے کر جاؤ گی اسے؟" جواباً دونوں پھر سے خاموش رہیں۔ وہ سمجھ گئیں کہ کیا وجہ ہے؟"اچھا یہ لو پیسے۔کل یا شام میں لے جانا اسے پارلر۔۔" اس نے گڑیا سے کہا اور صباء کے ہاتھ میں پیسے تھمائے۔"بس اسکے جیسے بال نہ کٹوانا۔۔۔"

"اففو۔۔امی!" گڑیا تقریباً رونے والی ہی تھی۔"آپ میری عمر کی ہوتیں اور یہ ہیئر کٹ اِن ہوتا تو میں آپ سے پوچھتی۔۔آپ کیسے نا یہ ہیئر کٹ کرواتیں؟" سوال تو معصومانہ انداز میں کیا گیا تھا مگر جواب خوب غصیلی نگاہوں سے دیا گیا۔

"توبہ۔۔توبہ۔۔باتیں سن لو ذرا اسکی۔۔"

صباء دبے انداز میں مسکرائی مگر بعد ازاں سنجیدہ ہوئی۔"اچھا۔امی۔۔چھوڑیں نا۔۔۔" اس سے پہلے وہ اسے صلواتیں سناتی،صباء نے اسے پر سکون کرنے کی کوشش کی۔"اٹھو تم! امی کے لیئے پانی لے کر آؤ۔۔۔" وہ کچن میں پانی لینے گئی تو اس نے اپنی ماں کو مزید سمجھایا۔

" امی۔۔چھوٹی ہے یہ۔۔ہم سب کی لاڈلی۔۔ہم نہیں دیکھیں گے اس کا نخرہ تو کون دیکھے گا؟؟"

"اگر گھر کے لاڈلوں کے لاڈ جوانی میں بھی اٹھائے جائیں تو دنیا انہیں مَسل کر رکھ دیتی ہے۔۔اسے کیا لگتا ہے؟میں اس سے پیار نہیں کرتی؟؟بس مجھے اسکی فکر ہے۔۔یہ سختی اس کے بھلے کے لیئے ہے۔۔اسکے بچپنے سے ڈر لگتا ہے مجھے۔۔۔کاشف والا قصہ ابھی پرانا ہی کہاں ہوا ہے؟پتہ نہیں۔۔اس نے اس سے بات ختم کی بھی ہے کہ نہیں۔۔" ایک اور وسوسے نے اسے آگھیرا تھا۔

"امی!کیا ہو گیا ہے؟؟ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔۔ "

وہ پانی کا گلاس لے کر آئی تو اس نے بات کو ختم کیا اور پاس بکھری چیزوں کو سمیٹنے لگی۔ثریا نے اسکے ہاتھ سے پانی کا گلاس لیا اور پانی پیتے ہوئے اسے برابر گھورنے لگی۔ جواباََ اس نے اپنا دھیان بٹایا اور صبا کی مدد کروانے لگی۔

****

شام کے سناٹے میں وہ سنسان گلیوں میں بے جان مورت کی طرح چلی جا رہی تھی اس کی سمجھ میں نہیں تھا آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے؟؟وہ عجیب کشمکش میں مبتلا تھی۔اسے اپنی جاب کے چھن جانے کا ڈر بھی تھا تو دوسری طرف ان پیسوں کی پریشانی جو وہ جواد سے لے چکی تھی۔

"آپی۔۔۔آ گئی آپ؟" وہ اسے گھر میں داخل ہوتا دیکھ کر بولی۔

"ہاں یہ لو۔۔۔" گڑیا کے ہاتھوں میں نوڈلز کا شاپر پکڑاتے ہوئے وہ بمشکل مسکرائی۔ " امی آگئی ہیں ؟؟؟"

"ہاں۔۔۔پندرہ منٹ پہلے ہی آئی ہیں۔۔۔"

"اممم۔۔۔اچھا۔۔" وہ ابھی بھی اسی کشمکش میں تھی۔

"بہت ہی اعلیٰ چیزیں لائی ہیں امی۔۔" وہ چیزوں کی تعریف کرتے ہوئے پر جوش ہوئی۔۔

"اممم۔۔۔جو کچھ بھی ہو بہتر ہو۔۔اللہ صباء کے نصیب میں کرے۔۔آمین۔۔" وہ سرد آہ بھرتے ہوئے رک رک کر بولی۔

"آپ ٹھیک ہیں ؟؟" گڑیا فکر مندی سے بولی تو وہ ذرا نارمل ہوئی۔

"ہاں۔۔اچھا۔۔۔میں نماز پڑھ لوں۔۔"

"چائے بناؤں آپی ؟؟"

"ہاں! بنادو۔۔۔" وہ مڑ کر جواب دیتے ہوئے وضو کا اہتمام کرنے لگی۔

"نماز پڑھ لیں۔۔چائے پی کر پارلر چلتے ہیں۔۔صباء آپی کا میک اوور کروانا ہے۔۔ "

"امم۔۔۔اچھا۔۔" اس نے وضو کیا اور نماز ادا کی۔

چائے پینے کے بعد تینوں بہنیں مل کر پارلر چلی گئیں۔وہاں صبا کا میک اوور کروایا اور گھر کو واپس ہولیں۔جوں ہی ثریا کا دھیان صباء پہ پڑا تو اسکی دیدنی قابلِ دید تھی۔کہاں اسکا لہجہ سڑا ہوا ہوتا تھا۔ اور اب اسکا لہجہ قدرے خوشگوار تھا۔وہ شادی کے جوڑوں کی ٹکائی کر رہی تھی تو صباء اور مسکان ان جوڑوں کو پیک کرنے میں اسکی مدد کر رہی تھیں۔جبکہ گڑیا انکے سامنے بیٹھی اٹیچی کیس میں چیزوں کو بالترتیب جوڑ رہی تھی۔

اب کے ثریا کی نگاہیں مسکان پہ ٹکیں۔ جس نے سر کے گرد دوپٹہ نہایت صفائی سے لے رکھا تھا تاکہ ثریا کو اسکے کٹے ہوئے بال نہ دِکھ سکیں۔ اس نے اسے خوب غور سے دیکھا۔

"کچھ ہوا ہے تمہیں؟ ایسے دوپٹہ کیوں اوڑھ رکھا ہے؟"

"اففو۔۔ کیا ہو گیا ہے آپکو۔۔ میرے اسٹائل سے بھی مسئلہ۔۔ اور اب آپی سے بھی۔۔ انہوں نے تو پورا سر ڈھانپا ہوا ہے۔" اس سے پہلے وہ بولتی، گڑیا نے چڑتے ہوئے کہا۔

"تم کچھ زیادہ ہی نہیں بولنے لگی؟" اس نے قدرے نقاہت سے کہا۔

"جب آپ زیادہ سوچیں گی تو یہ تو ہو گا ہی۔۔" اس نے بھی انہی کے انداز میں کہا تو مسکان نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے اشارۃً، اسکے سامنے سے اٹھنے کے لیئے کہا۔ "اٹھو۔۔ شربت بنا کر لاؤ۔۔"

جواباً وہ منہ بناتے ہوئے اسکے سامنے سے اٹھ گئی۔

****

آفس میں بھی اس نے ایسے ہی انداز سے دوپٹہ لیے رکھا۔ انشراح لنچ بریک میں اسکے پاس لنچ کرنے آئی تو، وہ ذرا پر سکون ہو کر بیٹھی۔ اس نے اپنا دوپٹہ تھوڑا ڈھیلا کیا اور بالوں کو درست کیا، جو چھوٹے ہونے کے باعث بار بار کیچر سے باہر کو نکلتے ہوئے اسکے کندھوں اور گالوں کو چھو رہے تھے۔

ارے واہ۔۔۔ اچھی لگ رہی ہے یہ کٹنگ۔۔" انشراح نے اسکی گالوں اور کندھوں تک آئے بالوں کو دیکھا تو اسکی دل کھول کر تعریف کی۔

"کہاں یار؟ عجیب لگ رہا ہے مجھے تو۔۔ گڑیا کی ضد پہ کٹنگ کروائی ہے۔۔" وہ اپنے بالوں کو بار بار پیچھے کر رہی تھی۔

"اچھی لگ رہی ہے یار۔۔ "

"رات کو صباء کے میک اوور کے لیئے پارلر گئے تھے۔۔بس پھر کیا تھا۔۔گڑیا نے ضد پکڑ لی کہ آپ بھی کٹنگ کروائیں۔۔" وہ ہنستے ہوئے بولی۔

"بڑی محبت کرتی ہو اس سے؟" اس نے سوالیہ انداز سے پوچھا۔

"ہاں۔۔اسی لیئے تو اسکی ہر ضد میرے لیئے مقدم ہے۔" اس کے لہجے میں اسکے لیئے شرینی ٹپک رہی تھی۔

اس نے ٹفن کھولا اور پانی کا گلاس بھرا۔"چلو کھانا شروع کرو۔۔" اس نے کھانے کی طرف اشارہ کیا۔

کھانے کی طرف نظر پڑتے ہی وہ کسی گہری سوچ میں پڑ گئی۔"آج کے دور میں اس رزق کو حلال کیسے رکھا جاتا ہے؟" اس نے خود کلامی کی۔

"ارے کیا ہوا؟ کھانا شروع کرو۔۔کوئی پریشانی ہے؟" اس نے روٹی کا نوالہ توڑا۔

"میں۔۔۔! ارے ن۔نن۔نہیں تو۔۔۔" وہ روٹی کا نوالہ توڑتے ہوئے، بمشکل ہی اپنے حلق سے اتار پائی تھی۔

"بس۔۔۔تھکن سی ہے۔۔صباء کی شادی ہے ناں! رات دیر تک کام کرتے کرتے تھک جاتی ہوں۔۔۔" وہ اسے وضاحت دیتے ہوئے بولی۔

"اممم۔۔۔کب ہے شادی؟؟" پانی کا گلاس منہ کو لگاتے ہوئے اس نے دریافت کیا۔

"ایک ہفتے تک۔۔۔" وہ اسے بتاتے ہوئے مزید سنجیدہ ہوئی۔

"اممم۔۔۔اتنی جلدی۔۔۔"

"ہاں!! لڑکے والوں نے ہی۔۔۔" وہ سنجیدگی سے بات کرتے کرتے رک گئی کیونکہ دروازے پر دستک ہوئی تھی۔

"جی۔۔۔کم ان۔۔۔۔انشراح نے اسے اندر آنے کی اجازت دی۔

"ایکسکیوز می میم۔۔۔" وہ مؤدبانہ بولا۔

"جی۔۔۔"

"وہ مجھے احمد کمپنی کی فائلز چاہیے۔"

"جی۔۔۔۔۔یہ لیجئیے۔۔"

"کھانے کے وقت بھی کام۔۔" انشراح کی بات پہ وہ مسکرا دی۔

"کچھ نہیں ہوتا۔۔کام تو کام ہے نا۔۔"

****

بھلے ہی وہ سب کے سامنے نارمل تھی، لیکن اس کے ذہن میں ایک عجیب کشمکش چل رہی تھی۔ جب سے جواد نے اس سے اپنے فضول اور بیکار عزائم کا اظہار کیا تھا، اسکی راتوں کی نیند تقریباً زائل ہی ہو چکی تھی۔ اسکے کہے ہوئے الفاظ کافی دیر تک اسکے کانوں میں گونجتے رہے۔ کھلی فضا میں سانس لینے کی غرض سے وہ کھڑکی کے پاس آ کھڑی ہوئی۔ کھڑکی سے نظر آتا چاند اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ چمک رہا تھا۔ جسے دیکھتے ہوئے اسکی آنکھوں میں گہری چمک اتر آئی۔

"ٹرن۔۔ٹرن۔۔۔" جوں ہی موبائل کی گھنٹی بجی تو وہ میز کی جانب بڑھی۔

اسکا نام اسکرین پہ ڈسپلے ہو رہا تھا۔ "جواد سر۔۔" اس نے سخت ناگواری سے موبائل پہ نگاہ ڈالی اور چڑ کر فون اٹھایا۔

اس سے پہلے وہ کچھ بولتی وہ جارحانہ انداز میں اس پہ چلایا۔" آخر تم میرا فون کیوں نہیں اٹھا رہی؟؟ "

"دیکھیئے آپ مجھے فورس نہیں کرسکتے۔۔اور پلیز آپ مجھے بار بار فون مت کریں۔۔۔" وہ خوفزدہ ہو کر رہ گئی۔

"تمہیں میرا کام کرنا ہو گا۔۔دیکھو۔ تمہیں پیسے ملیں گے اس کام کے۔۔ "اب کے وہ ذرا نرم لہجے میں بولا لیکن لہجے میں کڑاہت واضح تھی۔

"تو آپ کیا خریدنا چاہتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔۔" اب کے اسے سچ مچ غصہ آگیا تو اس نے غصہ سے فون پٹخ دیا۔ دوسری طرف اسکا چہرہ غصہ سے لال پیلا ہو کر رہ گیا۔ وہ اسے اس کی سادگی کی وجہ سے اسے بلیک میل کرنا چاہتا تھا مگر وہ اس کوشش میں بار بار ناکام ہو رہا تھا۔

"محبت کیا کھلونا ہے؟؟ جسے خریدنا ہو تو پیسوں سے کام بن سکتا ہے؟ آخر کیوں؟ ہمارے معاشرے میں موجود لوگ محبت جیسے جذبے سے اپنے جذبات کی تسکین کی خاطر کھیلتے ہیں اور انھیں کبھی افسوس بھی نہیں ہوتا۔۔" وہ فون رکھتے ہوئے اشکبار ہوئی۔

"لیکن میں کبھی بھی اس شخص کی باتوں میں نہیں آؤں گی۔۔ کبھی نہیں۔۔" اس نے دل میں تہیہ کیا۔ "شاید ٹھیک لگتا تھا مجھے کہ یہ شخص میرے لئے خطرہ بن سکتا ہے۔۔ "

ابھی وہ یہ سوچ ہی رہی تھی کہ ثریا اس کے کمرے میں آوارد ہوئی۔ "سوئی نہیں ابھی تک؟" وہ کمرے میں داخل ہوتے ہی استفہامیہ انداز میں بولی۔

"نہیں۔۔بس۔۔۔نیند نہیں تھی آرہی۔۔" اس نے خود کو نارمل کیا۔

"اممم۔۔۔یہ صبا اور گڑیا کہاں گئیں؟" وہ کمرے میں ادھر ادھر نظر دوڑاتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"وہ۔۔۔ابھی کچن میں گئی ہے چائے بنانے کے لئے۔۔"

"اممم۔۔۔اچھا۔۔۔سارے جوڑوں کی ٹکائی ہو گئی؟" بیڈ پر پڑے پیک کپڑے دیکھتے ہوئے اس نے کہا۔

"جی۔۔۔" وہ سادگی سے جواب دیتے ہوئے مسکرائی۔ "باقی سب تو کل کر لیئے تھے۔ یہ چادر اور جرسیاں وغیرہ ہی تھیں۔۔ جنھیں ابھی پیک کیا ہے۔۔"

ابھی وہ اسے یہ سب بتا ہی رہی تھی کہ اسکی آنکھوں میں بارش کی صورت بہتے آنسوؤں کو دیکھتے ہوئے وہ بے چین ہوئی۔

"کیا ہوا امی؟؟ "

اب کے وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"امی۔ کیوں رو رہی ہیں؟؟ ہوا کیا ہے؟؟ سب ٹھیک تو ہے نا؟ امی۔ کچھ بتایئے۔۔ تو۔۔۔" اسکی حالت دیکھتے ہوئے، اس کی اپنی آنکھیں بھی نم ہو گئیں۔

"وہ۔۔۔ مسکان۔۔ ابھی لڑکے والوں کی طرف سے پیغام آیا۔۔۔" اسکی آواز اسکے حلق میں اٹک کر رہ گئی۔

"امی۔۔ ہوا کیا ہے؟؟ کیا پیغام آیا؟؟ امی۔۔ پلیز۔۔" اسکی سانس میں سانس اٹک کر رہ گئی۔ وہ سمجھی شاید ہمیشہ کی طرح اس رشتے سے بھی انکار ہو گیا ہو گا۔

"مسکان۔۔۔ اگر جہیز میں کار نہ دی تو۔۔۔" اسکا تجسس بھرا لہجہ قریب تھا کہ اسکو دل کے عارضے میں مبتلا کر دیتا۔

"تو۔۔۔" اسکا دماغ اس کا ساتھ نہیں دے رہا تھا۔

"تو۔۔۔ وہ پرسوں بارات نہیں لائیں گے۔۔" اس نے بمشکل ہی اپنا سانس بحال کیا۔

"کیا؟؟" اس نے اسپاٹ لہجے سے اسے دیکھا۔" لیکن امی کیوں؟؟ یہ وجہ اتنی اہم تو نہیں۔۔"

"میں نہیں جانتی۔۔۔" وہ بمشکل ہی بولی اور پھر سے رونے لگی۔ رو رو کر اسکی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔

"صبا اور گڑیا۔۔میرا مطلب کہ باقی سب گھر والوں کو پتا ہے؟؟؟"

"نہیں۔۔ابھی سکینہ نے مجھے فون کر کے بتایا۔۔میں تو سیدھا تمہیں ہی بتانے آئی ہوں۔میرا تو حال برا ہو رہا ہے یہ سوچ سوچ کے۔۔" وہ مجبور ہوتے ہوئے پھر سے رونے لگی کہ اسکی ہچکی بندھ گئی۔

"امی!" اس نے پاس پڑے میز سے پانی کا گلاس بھرا اور اسے دیا۔

"امی۔۔شکر کریں۔۔ایسے لوگوں کی لالچ کا پہلے ہی پتہ لگ گیا ہے۔۔شکر کریں۔۔۔نہیں تو صبا کی زندگی برباد ہو جاتی۔" وہ ثریا کو سمجھاتے ہوئے کہنے لگی۔

"نہیں برباد نہیں ہوگی میری بیٹی۔۔۔گھر بیٹھے بوڑھی ہو رہی ہے۔۔عمر نکل رہی ہے اسکی۔۔" وہ فکرمندی سے بولی۔" تم پھر سے لون لے لونا!! جیسے پہلے بندوبست کیا۔۔میری بچی۔۔۔ہر مہینے قسط دیتی جانا۔۔تمھیں۔۔۔اللہ کا واسطہ۔" اس نے بناء کسی لگی لپٹی کے اپنے ہاتھ جوڑتے ہوئے اپنی مجبوری اسکے سامنے رکھی۔

"امی۔۔" اسکی آواز بھرا سی گئی۔اس نے اسکے اپنے سامنے جڑے ہاتھوں کو نیچے کیا۔

"امی۔۔۔میں اتنی رقم۔۔میرا مطلب ہے۔۔" وہ گلہ صاف کرتے ہوئے بمشکل ہی بولی۔" گاڑی کے لیے سات آٹھ لاکھ تو چاہیے ہوں گے۔۔مگر اتنی رقم تو۔۔میں کیسے؟؟" وہ شرمندہ ہوتے ہوئے بولی۔

"بہت مجبور ہو گئی ہوں میں۔کوئی اور راہ نظر نہیں آئی تو تمہارے پاس آ گئی۔۔" اس نے جذباتی حملہ کیا مگر وہ چپ ہی رہی۔

اسکی خاموشی کو بھانپ کر وہ خود پہ قابو نہ رکھ سکی۔ آخر فطرت بھلا کب تک انسان بدل سکتا ہے؟

"رہنے دو تم۔۔میرا ہی دماغ خراب تھا جو تمہارے پاس آ گئی مدد مانگنے۔۔آخر کون سا وہ تمہاری سگی بہن ہے؟جو تمھیں اس کی پرواہ ہو۔۔بس۔۔۔باتیں بنانا آتی ہیں تمہیں۔۔۔رشتہ بنانا نہیں آتا

اور نہ ہی رشتہ نبھانا۔۔" اسکے اندر لاوا ابل رہا تھا جسے اس نے اسکے سامنے نکال کر خود کو پر سکون کرنا چاہا۔

اس نے اتنا کہا اور یہاں سے یہ جا وہ جا۔

اسکی باتیں سننے کے بعد وہ حواس باختہ ہو کر رہ گئی۔وہ کہاں غلط تھی؟ کہاں غلط ہے؟ وہ یہ سب سمجھنے سے قاصر تھی۔

"صبا۔۔۔آپ۔۔" ثریا کے جانے کے بعد صباء کو روم میں داخل ہوتا دیکھ کر وہ بولی۔اس نے فوراً سے اپنے حواس بحال کیے۔

"ہاں۔۔۔میں۔۔" اس نے چائے میز پر رکھی۔"یہ امی کیا کہہ رہی تھیں تم سے؟؟"

"امی۔۔۔کچھ نہیں۔۔!کچھ بھی تو نہیں۔۔" وہ بوکھلائی۔

"چائے بہت مزے کی لگ رہی ہے۔" وہ چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے مسکراتے ہوئے بات کو بدلنے کی کوشش کرنے لگی۔

"انجان مت بنو۔۔اور کیوں چھپا رہی ہو مجھ سے؟؟ تمھیں تو جھوٹ بھی بولنا بھی نہیں آتا۔۔۔" وہ اشک بار ہو گئی۔

"جھوٹ؟؟؟؟" وہ دھیما سا مسکرائی۔" میں جھوٹ کیوں بولوں گی۔۔میری کچھ سمجھ میں نہیں آرہا کہ آپ کیا کہہ رہی ہیں؟" وہ بات کو بدلتے ہوئے چائے کا کپ اٹھا کر اسے دینے لگی۔" چائے پیجئے۔۔یہ گڑیا کہاں ہے؟؟ چائے ٹھنڈی ہو رہی ہے۔قسم سے۔۔۔بہت تھک گئی ہوں۔۔۔" وہ بمشکل ہی مسکرا پا رہی تھی کہ اس کی آنکھیں بھر آئیں۔

اس نے اسکے ہاتھ سے پکڑا چائے کا کپ میز پہ رکھا اور اسے قریب آ کر بیٹھی۔

"جب مسکرایا نہیں جا رہا تو کیوں مسکرا رہی ہو؟؟" اس نے اسے ڈانٹ کر کہا۔" اگر تمھارے ساتھ

ناانصافی کر کے ہی امی میرا گھر بسانے کا خواب دیکھ رہی ہیں تو مجھے نہیں کرنی شادی۔۔"

"صبا۔۔ایسا نہیں کہتے۔۔آپ کو ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔۔ایسی بات نہیں ہے جیسا آپ سوچ رہی ہیں۔۔۔" اسے سمجھاتے ہوئے، اس نے اسکے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھ کر تسلی دی۔

"سوچ نہیں رہی ہوں میں۔۔میں نے خود سنا ہے سب۔۔وہ تمھیں پریشرائز کر رہی تھیں۔۔۔۔کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے تمھاری بد دعا لگ جائے۔۔" وہ اپنے ہی لگائے گئے اندیشوں سے رو پڑی۔

"ارے۔۔۔نہیں۔۔صباء۔۔ایسا نہیں کہتے۔۔۔میں کیوں دوں گی آپکو بد دعا؟؟ پلیز۔روئیں نہیں۔۔بھلا بہن، بہن کے لئے بد دعا کر سکتی ہے؟؟ بتایئے؟؟ بہن ہوں نا میں آپکی؟؟؟" اسکی آنکھیں بھی بھر آئیں۔

"ہاں۔۔۔" صباء نے روتے ہوئے اثبات میں گردن ہلائی۔

"تو پھر ایسا کیوں کہا؟؟" وہ ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے بولی۔

"اچھا سوری۔۔"

"سوری۔۔۔ایک شرط پر۔۔۔" وہ شرارتی انداز میں بولی۔

"کیا؟؟"

"پہلے ہنس کے دکھایئے۔۔" صباء مسکرائی اور آنکھوں میں آئے ہوئے آنسوؤں کو صاف کرنے لگی۔

"یہ کیا ہے؟؟ مسکرانا نہیں ہنسنا ہے۔میری طرح۔۔یا کہتی ہیں تو آپکی ان سے بات کروا دوں؟؟ نمبر ہے میرے پاس۔۔۔ہاں۔۔۔بتایئے۔۔۔بتایئے۔۔" وہ شرارتی انداز میں کہتے ہوئے اسے ہنسا رہی تھی جبکہ وہ شرمائے جا رہی تھی۔

"یہ ہنسا کس خوشی میں جا رہا ہے؟؟" گڑیا کمرے میں داخل ہوئی اور ان دونوں سے وجہ دریافت

کرنے لگی۔

"تم کہاں تھی ؟؟ چائے پیو۔۔۔ٹھنڈی ہو رہی ہے۔۔۔" مسکان نے چائے کا کپ اسکی جانب بڑھایا ،جسے اس نے ہاتھ آگے بڑھا کر پکڑا۔

"ہاں۔۔۔لائیں۔۔۔" وہ منہ لٹکا کر بولی۔

"یہ منہ کیوں لٹکا ہوا ہے تمھارا؟؟" اسکے چہرے پہ موجود افسردگی کو دیکھ کر صباء نے سوال کیا۔

"پہلے ہی تھک گئی ہوں۔۔اوپر سے دادی۔۔۔توبہ ہے۔۔تیل لگا دو سر پر۔۔۔رات کے بارہ بجے تیل؟؟؟؟ افففف۔۔۔" وہ زچ ہوئی۔" جیسے میں تو انسان ہی نہیں ہوں۔۔۔" وہ منہ پھلاتے ہوئے ان کی شکایت کرنے لگی۔

"گڑیا۔۔بری بات ہے۔۔ایسے نہیں کہتے۔۔دادو ہیں۔۔۔"

"کیا مسکان آپی۔۔میں بھی تو انکی چھوٹی پوتی ہوں۔آپ بھی مجھے ہی سمجھانا۔۔۔" وہ زچ ہو کر بولی تو اسکی بات پہ صبا اور مسکان دونوں ہنس دیں۔

"اچھا۔۔۔بابا۔۔۔اچھا۔۔غصہ نہ کرو۔۔۔پتہ ہے صبا کا دل چاہ رہا ہے اپنے انہوں سے بات کرنے کا۔۔۔" وہ شرارتی انداز میں دونوں کو ہنسانے لگی۔

"مسکان۔۔۔تم بھی نا۔۔۔" وہ اسے منع کرتے ہوئے شرمانے لگی۔اسکا لال سرخ چہرہ دیکھ کر گڑیا بھلا کہاں پیچھے رہنے والی تھی؟

"اوئے۔۔۔ہوئے۔۔۔لایئے مسکان آپی فون۔ابھی کروا دیتے ہیں بات۔۔۔" ابھی جس ظلم کی وہ دوہائی دے رہی تھی،اسے یکدم بھول گئی تھی۔صبا کو تنگ کرنے میں اس نے بھی مسکان کا ساتھ دیا۔

* * * * * * * * *

"زندگی نے مجھے کیسے موڑ پر لا کر کھڑا کر دیا ہے۔۔ اگر بات نہ مانوں تو سوتیلے پن کا لیبل اور طعنہ ۔۔۔ اور اگر مانوں تو خوشامد اتنی کہ جی چاہتا ہے کہ زمین کھلے اور میں اس میں سما جاؤں۔۔ زندگی کی ڈور اللہ کے ہاتھ میں تو ہے مگر۔۔۔۔ یہ اللہ تعالی مجھ سے ہی کیوں چاہتے ہیں؟ ہر بار۔۔۔ ہر بار میں ہی قربانی دیتی ہوں اور بدلے میں صرف اذیت ہی کیوں ملتی ہے؟؟ اللہ تعالی نے یہ ڈور کیوں امی کے ہاتھ میں دے دی؟ کیوں؟؟ جب چاہیں وہ اس ڈور کو گرہ لگا دیں اور جب چاہیں تب کاٹ دیں ۔۔ کیوں اللہ نے میری زندگی کی ڈور اپنے ہاتھ میں نہیں رکھی؟ کیا میرا خوشیوں پہ حق نہیں؟ محبت کا ڈرامہ کرنا۔۔ کیا یہی میرے لئے ہے؟ اب راستہ بھی تو کوئی نہیں بچا میرے لئے؟ سوائے اس کی بات ماننے کو۔۔۔" وہ اشک بار ہوتے ہوئے اپنے دل کا حال ڈائری میں تحریر کر رہی تھی۔

اسکا دل کافی حد تک بے چین ہو چکا تھا۔ وہ کرسی پر سے اٹھی، وضو بنایا اور دو رکعت حاجت نماز پڑھنے کے بعد قرآن پاک کھول کر پڑھنے لگی۔ سر پہ کالا دوپٹہ لیئے اور ہاتھ میں قرآن پاک لیئے اسکا چہرہ خوب چمک رہا تھا۔۔ وہ ایک آیت پہ آکر رکی اور اسکو بار بار پڑھنے لگی۔ ابھی جو گلے وہ اللہ سے کر رہی تھی اس میں اسکے لیئے واضح جواب تھا۔

"ادعونی استجب لکم"

ترجمہ" : مجھے پکارو، میں تمہیں جواب دوں گا۔"

وہ بارہا اپنے کیے گئے گلے پہ شرمندہ ہوئی۔ "کیوں نا اس نے اللہ کو پکارا؟؟ کیوں اس نے ناشکری کی؟" وہ بار بار خود سے اندر ہی اندر لڑ رہی تھی۔

"اے میرے اللہ! مجھے اس راہ پہ کبھی بھی مت ڈالنا جہاں میرے لیئے رسوائی ہو۔۔" اس نے قرآن پاک کو سینے سے لگایا اور دل میں دعا کی۔۔ " مجھے معاف کر دینا میرے مولا!! مجھے معاف

فرمادے۔۔مجھے مایوسی اور کفر سے دور رکھنا! میری مدد فرما۔۔یااللہ!" وہ محبتِ حقیقی میں سرشار ہو کر بولی جبکہ اسکی آنکھوں سے آنسو بارش کی صورت رواں تھے۔

☆☆☆☆☆☆

جاری ہے۔۔

جاری ہے۔

AESTHETICNOVELS.ONLINE
-Explore, Dream and Read